www.emarsiya.com

مرثیہ

جب چلے یثرب سے سبطِ مصطفیٰ سوئے عراق
تھی در و دیوار سے پیدا صدائے الفراق
جد کے روضے پر گئے رخصت کو با صد اشتیاق
عرض کی نانا بناتے ہیں مجھے اہلِ نفاق
ہو گیا دریافت یہ خط کے قرینے سے مجھے
کرتے ہیں ظالم جدا اس دم مدینے سے مجھے

۲

دیکھنا یہ موسمِ گرما یہ بچے نازنیں
دھوپ کی شدت یہ ریگستاں ہے اور جلتی زمیں
اب وطن میں اپنے جیتے پھر کے آئیں گے نہیں
آپ کا روضہ کہیں ہوگا مرا مرقد کہیں
تفرقہ امت نے ڈالا سر بسجدہ ہم چلے
فاطمۂ صغرا کو مرقد کے سائے کے تلے

۳

قتل پر میرے کمر باندھے ہیں ناحق اشقیا
گھر کے رہنے پر طلب کرتے ہیں بیعت بے حیا
ہاتھ سے ستمگروں کے تنگ آیا ہوں شاہِ انبیا
اب مقدر مجھ سے نانا تربت و بطحا چھٹا
نے مدینے میں رہوں گا اور نہ بیت اللہ میں
کربلا جاتا ہوں سر دینے خدا کی راہ میں

www.emarsiya.com

۴

سوچ ہے اتنا کہ سب اہلِ حرم ہمراہ ہیں
اور بیابانوں کا سفر ہے سخت نہیں جا بجا چاہ میں
شعلۂ آتش سے لو میں گرم تر واللہ ہیں
خشک ہیں تالاب سوکھے ان دنوں ہر چاہ میں
ہیں شجر سوکھے ہوئے کوسوں نہیں پتے کی چھاؤں
منزلیں ویران ہیں رستے میں قریے ہیں نہ گاؤں

۵

ایک ایک جا پہ مجھے پہنچی ہیں سارے حرفِ خیر
میں چلا ہوں اس طپش میں دیکھنا امت کا بیر
یہ سفر اور ساتھ بچے لوگ دشمن ملک غیر
مجھ پہ جو گزرے سو گزرے پر رہے بچوں کی خیر
دیکھئے حق میں مرے کیا مرضیِ غفار ہے
فاطمہ صغرا جدا گھر میں یہاں بیمار ہے

۶

آپ کی امت نے اے نانا ستایا ہے مجھے
دم غنیمت روضۂ اقدس کا سایا ہے مجھے
کس طپش میں گھر سے اعدا نے بلایا ہے مجھے
تربتِ عالی کی خدمت سے چھڑایا ہے مجھے
گو جدا ہوتا ہوں میں اس مرقدِ پرنور سے
یاں زیارت روز و شب پڑھتا رہوں گا دور سے

ق

اکبرِ دلدار سے سنتی ہیں اکثر یہ صدا
کیا کروں بیٹھوں مجھے تنہا کر کے یہ گئی
جو ذرا قوت بھی ہوتی ساتھ چلتی بھیا
کیا کروں کچھ بس نہیں ہے جو رضائے کبریا
اس سفر میں مجھ کو چھوڑو مگر اسے دو بھائیوں
بیمار ہوں ورنہ چلوں گی کربلا ہمراہ میں

ش

روضۂ عالی کی خدمت کے لئے لیل و نہار
فاطمہ صغرا ہے حاضر لے حبیبِ کردگار
حالِ ہر منزل کا لکھ بھیجوں گا میں تفصیل وار
فاطمہ صغرا کے دل کو نہ آئے گا قرار
جان صغرا کی بچے گی آپ کی امداد سے
ہے دعا اتنی کہ غافل ہو وہ میری چاہ سے

ع

ہے عزیزی کا ادب بچھڑے ہمراہ میں
گل سے نازک تر کہیں یہ رشکِ مہر و ماہ میں
منزلوں دریا نہیں ہیں اور کنوئیں چاہ میں
در پئے تذلیل و ایذا دشمنِ بدخواہ میں
ہم ہیں اور غربت ہے اور خالق کی ذاتِ پاک ہے
وادیٔ وحشت ہے اور صحرائے آفت ناک ہے

مطلع

سُنتے ہیں باتیں بھی ہر ایک کی حالت تباہ
تھی صداے واحسینا اشور فریاد و آہ
تُربت ... بنا تھا گنبد ... [illegible]
دیکھ مرقد پہ تھی گئی کیا ... حسرت کی نگاہ
جب وہ صاحب رخصت ہوئے قبرِ رسول اللہ سے
خود ... دیکھا کئے ... حضرت راہ سے

[illegible]

اے محبِ محبت جگر ایسی جگہ ہے کربلا
بچ کے اٹھانے آئے ہیں جب جا بجا خاصانِ خدا
حضرت آدمؑ نے ٹھوکر کھائی خوں بہا سے جبیں
گھر گیا تھا واں تلاطم میں سفینہ نوح کا
مورد آفات وہ جا ... سے ... ہے
اور ضو ضیا وہ جگہ تیری تو وعدہ گاہ ہے

[illegible]

پاس محمل کے رہوں گا زینبؑ و کلثومؑ کے
ساتھ گھوڑے کے چلوں گا اکبرؑ مظلوم کے
متصل اُتروں گا شب کو قاسمؑ مغموم کے
گرد جھولے کے پھروں گا اصغرِ معصومؑ کے
دن کو تو آفت سہوں گا دھوپ کی اور ادھر کی
رات کو دوں گا میں چوکی خیمہ و خرگاہ کی

۱۳

رخصت خیر البشر سے دل ہوا کا شکار
آئے ماں کی قبر پر رخصت کو روتے زار زار
قبر مادر پر جھکا لے کر جب وہ بے قرار
فاطمہ صغریٰ کی تربت کانپ اٹھی ایکبار
سارے انصار و قریش اُس وقت جی کھو کے تھے
مرد و زن جتنے کہ گھر سے تھے [illegible]

۱۴

گر رہا تھا اک طرف سجاد فریاد و بکا
اک طرف عباس علی ناز پڑتا تھا پڑا
کچھ پیمبر کے نہ مرنے سے تھا کم یہ ماجرا
قبر خاتون قیامت پر قیامت تھی بپا
غش ہوا جاتا تھا ہر اک سامنے تربت کے
پھر خدا لائے مدینے میں قدم شبیر کے

۱۵

کس صدا سے [illegible] تھی بیکسیاں
زینب و کلثوم روتی تھیں بفریاد و فغاں
[illegible] کو غش تھا بیچین تھیں بیبیاں
چشم نرگس کی دُرِ شبنم سے تھی گوہر فشاں
تھی دعا ہر دم یہی ہر اک جوان و پیر کی
یا الٰہی پھر زیارت ہو ہمیں شبیر کی

۱۸

شاہ جو باہر گئے کہنے لگے سب خیر خواہ
جلد پہنچے گا وطن میں آن کر راہوں کا بیاہ
خوں بہا کر آنکھوں سے کہنے لگے تب اُن سے شاہ
کیا مرا مقدور ہوں میں تابع حکم الٰہ
گر مجھے رخصت ملی کرنے کی وطن آؤں گا
بھیج کر اکبر کیا اصغر کو بیاہ لاؤں گا

۱۷

شہ لگے اُٹھنے جو قبرِ فاطمہؑ سے ایک بار
تھرتھرایا یک بیک بنتِ پیمبر کا مزار
آئی زینبؑ کو ندا تربت سے اِس کی چند بار
بھائی سے غافل نہ ہونا زینبؑ عالی وقار
مجھ کو ڈر لگتا ہے بی بی فرقِ پیمبر سے
دیکھئے کرتے ہیں کیا ظالم مرے شبیرؑ سے

۱۶

زینبؑ و کلثومؑ سمجھیں حشر ہو گا آشکار
گریۂ شبیرؑ سے تھے عرش و کرسی بے قرار
دونوں بہنوں نے پکڑ بازو بچشمِ اشکبار
عرض کی باہر چلو بھائی تمہارے ہم نثار
دیر سے اہلِ مدینہ منتظر ہے بھائی ہیں
شہر کی کچھ عورتیں ملنے کو ہم سے آئی ہیں

۳۱

آ چکے سب اہلِ حرم بیٹھی ہیں بی بی رات کو
چھوڑ دیں گے آج سب دنیا کی مکروہات کو
پوچھنے آئیں گے اکبر کوئی کچھ بات کو
سہنا صدمہ کہ ایذا ہو نہ ان کی ذات کو
صبح کو آخر وہ ان سب سے جدا ہو جائیں گی
ختم تک بیر سے لئے ساری خدائی رو دی گی

۳۲

عرض کی اکبر نے اتنے میں کہ اے شاہِ جہاں
کس جگہ اتریں گے حضرت آج خیمہ ہو کہاں
شاہ نے اکبر سے رو رو کر کہا اے جانِ جاں
جا کے تم پوچھو پھوپھی زینب سے وہ کہہ دیں جہاں
دوست سب ملنے کو آئیں گے مدینے دار کے
شہر کے نزدیک خیمہ ہو تو اچھی بات ہے

بولیں کہ رو رو دن دو دن بیچیں کدھر پہنچائے اب
دیکھئے تقدیر کس کس دشت میں پھروائے اب
دیکھو نیرنگِ زمانہ رنگ کیا دکھلائے اب
یا کسی جنگل میں یا کہسار میں پہنچائے اب
کس طرح سے رات دن میں گردشِ افلاک ہے
دیکھئے کس جا قضا آئے کہاں کی خاک ہے

۳۲

کہہ کے یہ محمل سے نکلی سب بیبیاں تھیں بے حال
سن کے یہ حضرت کو غش آیا زمیں پر بے اختیار
زوجۂ عباسؑ بانو زینبؑ عالی وقار
محملوں سے وہ گریں روتی تھیں چشم اشکبار
اکبرؑ و عباسؑ و قاسمؑ عون و محمدؑ اور حسینؑ
[illegible]

۳۳

بعد اک دم کے جو زینبؑ آئی اکبرؑ نے کہا
آج رہنے کے لیے ہووے کہاں خیمہ کھڑا
رو کے زینبؑ نے کہا مختار ہو اے دلربا
جس جگہ بھائی کہیں اس جا کرو خیمہ بپا
آج ہم سے بہن بھائی کی کوئی پاس ہو
سب سے بیچ میں کر جو بی بی کے خیمہ پاس ہو

۳۴

اس کی تربت پہ کھڑی روتی تھی زینبؑ زار زار
اور بنی ہاشم کی ساری عورتیں تھیں بے قرار
دی صدا اکبرؑ نے زینبؑ کو بچشم اشکبار
بیٹھ کے زینبؑ نے کہا آئی یہاں میں بے دیگر
نہ یہاں ہوتی میں رخصت بانوئے نالاں سے
رہ گیاں روتی میں بلبلا کر سکینہؑ جان سے

۳۵

بعد از کدم کے جو آئی برچھی میں وہ سوگوار
رکھ کر دو تا سموں کو ہوگئی دم بے قرار
گر کے پھر سعفہ لگی ہر ایک کے پروانہ وار
کہہ رہی اکبر کے صدقے کا دم عمر کے نثار
تیکن کرتی تھی گلا بے باقوت نالاں کی
گلے لیتی تھی بلائیں اپنے بابا جان کی

۳۶

کبھی زینب کے قدموں پہ وہ گھری تھی
عون و جعفر کے کبھی بڑی تھی وہ چہلوں پہ
گر کیلینہ سے لپٹ جاتی تھی وہ خستہ جگر
ملتی تھی اصغر کے قدموں سے کبھی وہ چشم تر
گر تصدق ہوتی تھی قاسم کے جا کر بیس سے
گر لپٹ جاتی تھی رو رو کر چچا عباس سے

۳۷

دامنِ سجاد پہ ہوتی تھی نثار
گر کے تربت پہ کر دیتی تھی وہ زار و زار
زوجۂ عباس سے ملتی تھی جا کر بار بار
گلے نصرت کے لگتی تھی وہ سینہ فگار
گر مکاری روتی تھی بس وہ نالہ و فریاد سے
گر لپٹ جاتی تھی ایسے بس لپٹ کر سجاد سے

۲۸

ماں سے کہتی تھی علیؑ اصغر کو دے جاؤ مجھے
شام سے کہتی تھی نانی کچھ تو دلواؤ مجھے
بھائی نے سمجھایا تو بولی نہ سمجھاؤ مجھے
قبر سے زہراؑ کی کہتی تھی کہ بلواؤ مجھے
گر گھڑی کہتی تھی رو کر زوجۂ عباسؑ سے
تم سواری بھیج دینا مجھ کو اپنے پاس سے

۲۹

رحم کر کے تب کہا یہ زوجۂ عباسؑ نے
جلدی آئیں گے عمو روتی ہے کس واسطے
بھائی کہتے تھے کہ ہم آویں گے لینے کو ترے
شاہ فرماتے تھے بلواؤں گا اب میں تجھے
جب شفا پاؤ گی تم اکبرؑ کو ہم بھیجیں گے
ہائے قسمت بعد مرنے کے سبھی آئیں گے

۳۰

وہ گھڑی کیسی تھی جب انصاف نے اٹھا دی
بیکسی سادات پر اور دیس میں پڑی
شاہ فرماتے تھے تو رکھ صبر اے غم زدی
حق میں میرے دعا کرنا کے آب بھی ہو ان کی بڑی
اور ہی قسمت میں ہے وہ گھڑی تا قیامت نہیں
شرم کا ہے کہ سکی تجھ سا قسمت نہیں

۳۱

الغرض سمجھا کے صغراؑ کو شہِ ارض و سما
سب کے اہلِ بیت کو تب شہر سے باہر چلا
مادرِ عباسؑ نے صغراؑ کو گودی میں لیا
سے گئی گھر میں چڑھی کہ بیٹی پہ بادردو بکا
رو کے فرمایا نہ رو بیٹی جان میری بنت کو
دیکھ وہ خیمے کھڑے ہیں سب سہیلوں کی رات کو

۳۲

تب کہا صغراؑ نے بچی کو اٹھایا شہِ نشین
اب تو گھوڑے پر چڑھے جاتے ہیں وہ بابا حسینؑ
دھوپ سے گھبرا رہا ہے فاطمہؑ کا نورِ عین
وہ پسینہ پونچھتے ہیں منہ سے شاہِ مشرقین
چپکے لٹکتا ہے عون جو تن تر زرد و مال ہے
دھوپ سے بے حال ہے بابا کا چھوٹا لال ہے

۳۳

عون سے کہتا ہے یہ جو سب سواروں کا ہے بڑا
سن کے بھائی تب پڑے کے عون گھوڑے پر چڑھا
دوسری بہنوں کا ہمزاد جو ہے وہ اماں جان کا
وہ چلے جاتے ہیں اکبرؑ اور وہ زین العباؑ
بائیں بازو کی طرف بابا کے قاسمؑ پاس ہیں
دینے کو دستے کا ندھے پر علمِ عباسؑ ہیں

۳۴

دیکھئے وادی وطن میں آئیں کب بابا امام
کچھ دنوں کیسے رہیں گے پھر کریں گے وہ قیام
آج تو نزدیک ہیں یہاں سے ہمارے سب خیام
کل خدا جانے کہاں ہوں گے شہِ عالی مقام
سوئے گی جا کر سکینہ خیمۂ دختر گاہ میں
میں پڑی تڑپا کروں گی اس تپِ جانکاہ میں

۳۵

فاطمہ صغرا اُسی دن سے غرض وحشت میں تھی
چاک کرتی تھی تو تھی ٹوپی پھٹی تھی تو تھی
رات دن روتی گذرتی تھی نہ ہنستی تھی کبھی
اُس کی آنکھوں سے لگی رہتی تھی ساون کی جھڑی
اک قدم ڈیوڑھی پہ تھا اور اک قدم دالان میں
رات دن گھڑیاں گنا کرتی تھی شہ کے دھیان میں

۳۶

شاہ کو جب دن بہت گذرے تو صغرا نوحہ گر
بیٹھتی تھی صبح سے ڈیوڑھی پہ جا کر دوپہر
اس طرف سے جو مسافر کوئی کرتا تھا گذر
اُس سے کہتی تھی کہ ہے بابا کی میرے کچھ خبر
کون ہو تم کس نے بھیجا ہے کہاں کے پاس ہو
قاصدِ اکبر کے ہو تم یا قاصدِ عباس ہو

اور ادھر سلطان کی ہمت جلتی دوپہر
دور دریا سے کئی خیمے لگے ہیں نامور
گرد ان خیموں کے ہے خندق میں آتش شعلہ ور
دھوپ میں بچے نکل آتے ہیں باہر دوڑ کر
گریہ و شور و فغاں اور العطش کی دھوم ہے
پیاس کی شدت سے بے حال ہر معصوم ہے

دشمنی پر کیا ہے وہ بیمار زار و ناتواں
دور اک جانب کو ہے دریا کا اک لشکر گراں
بیکسوں کے دل جھلستے ہیں ادھر اور دیں نشاں
فتح ایسی ہے کہ ہو سکتی نہیں جس کا بیاں
مستعد باندھے کمر سے یہ سب تیار ہیں
جا بجا پانی پہ کھینچے تیغ کینہ دار ہیں

آئی چودھویں محرم کی ہوئی وہ بے قرار
باپ کا دل پر تصور بندھ گیا بے اختیار
خاک پہ وہ سو گئی ڈیوڑھی پہ روتے زار زار
تھا قلق دل پر جو دیکھا خواب میں یہ چند بار
لق و دق صحرا ہے اور کوسوں تک میدان ہے
دھوپ ہے گرمی ہے لو چلتی ہے ریگستان ہے

۴۰

فاطمہ صغرا لپٹ کر گردن رہوار سے
بیکسی سے منہ صغرا کا چوما پیار سے
رو کے فرمانے لگے اس دختر بیمار سے
کس طرح یہ رنج اٹھتا تجھ جگر افگار سے
تو بھی مجھ سے کچھ آزردہ بابا جان ہے
دیکھ کس آفت میں اے صغرا سکینہ جان ہے

۴۱

سن کے اس آواز کو اک بار صغرا دل فگار
دوڑی ان خیموں کی جانب گریہ کرتی اشکبار
جا کے دیکھا خیمے سے ہیں شاہ گھوڑے پہ سوار
سید سجاد کو سمجھاتے ہیں زار زار
کیا غضب کرتے ہو اے سجاد ماں مر جائیگی
تم اگر اٹھ کے گئے بیٹا قیامت آئیگی

۴۲

سن کے در خیمہ پہ دربان ہے نہ چوکیدار ہے
بی بیاں بیٹھی ہیں تیروں کی بوچھار ہے
ہاں مگر اک ناتواں بیمار ہے بیمار ہے
عازم میدان سجاد جگر افگار ہے
آ رہی ہے یہ صدا امام کو بچا لو یا حسین
سید سجاد کو آ کر سنبھالو یا حسین

۴۳

قاتلوں کے ہاتھ سے ملتی مجھے رخصت اگر
تو بلاتا میں بھی اکبر کو صغرا بھیج کر
اکبر و عباسؑ و قاسمؑ مر گئے کٹوا کے سر
لٹ گیا ہے حال سب بابا کا یہ تیرا نامہ بر
قتل کر ڈالا مرے پیاروں کو فوجِ شام نے
ایک میں بیٹھا ہوں تو تڑپتا ہوں بس تیرے سامنے

۴۴

کیا یہ منظر جو تڑپی خواب میں بے اختیار
چونک کر کھولی نیند سے چونکی بچشم اشکبار
دیکھتی کیا ہے کہ بابا ہیں نہ دشت کارزار
ہے وہی ویران گھر دلی تھی جس میں بیقرار
چیخ ماری اس طرح اک نالہ و افغان سے
مادرِ عباسؑ دوڑی پیٹتی دالان سے

۴۵

اور بیاں سے صغرا نے روکر یہ کہا
میں نے زاری خواب میں دیکھا بھی یہ ماجرا
دھوپ میں ہیں خیمے گڑے بن میں اور بہنیں ہیں نالاں
سب کے سب مارے گئے بابا کے عزیز و اقربا
خاک پر غلطاں بجز اکبرؑ کے قاسمؑ ہیں یہیں
زار میں چپ عون و محمد بیچ میں عباسؑ ہیں

۷۴

فاطمہؑ کہتی تھی یہ سب سے کہ بابا مر گیا
دیکھئے مارا گیا عابدؑ بھی یا جیتا بچا
بین سے صغرا کے اس گھر میں قیامت تھی بپا
ہائے وہ عترت کہ شہ کا ہوا ماتم سرا
اے عزا کے لئے جو ماتم کا اس دم زور تھا
واحسینا کی صدا تھی آہ و فغاں کا شور تھا

۷۵

الغرض جب عباسؑ کی یہ خبر اب صغرا نے سنا
پیٹنے رونے لگے سب گھر ہوا ماتم سرا
عورتیں ہمسایہ کی بس سنتے رونے کی صدا
پیٹنے رونے کو آئیں گھر ہوا ماتم سرا
جس نے دیکھی شکل ہر کر فاطمہؑ معصوم کی
وہ سنائی صاف سمجھا سید مظلوم کی

۷۶

عذر مجھ سے کر رہے تھے ہوں بھی بابا امام
منھ میں لکنت تھی زباں تھی خشک اور تشنہ کام
دیر تک رویا کئے لیکر علی اکبر کا نام
مجھ کو سمجھایا کے رویا نہ کرنا شاہ کا کام
سر کٹانے تھے مجھے تو گھر کو جا جان کر
حشر میں آکر ملیں گے فاطمہؑ کو تن کر